ہمارے مدارس اور تعلیمِ قرآن

(ع۔ ش۔ ایم۔ اے)

"طلبِ علم ہر مسلم کا فریضہ ہے" اس ہدایت کی آج کل بار بار تکرار کی جاتی ہے، لیکن کوئی نہیں سوچتا کہ آخر وہ کون سا علم ہے جس کی طلب ہر مسلم پر فرضِ عین ہے۔ کیا علمِ تاریخ ہر مسلم پر فرض ہے! کیا کیمسٹری میں تحقیق و تدقیق کا ہر بندۂ مسلم کو حکم ہے؟ کیا حیوانیات اور نباتات میں بصیرت پیدا کرنی ہر کلمہ گو پر لازم ہے۔ جواب ظاہر ہے کہ ایسا نہیں۔ معاش کے لئے جو علم جس کا جی چاہے حاصل کرے لیکن جس حکمت کا حصول، جس علم کی طلب ہر مسلم پر حسبِ استطاعت فرض ہے وہ علمِ قرآن ہے، بصیرتِ دینی ہے، حکمتِ الٰہیہ ہے۔ یہی خیرِ کثیر ہے، اور یہی مسلمانوں کی کھوئی ہوئی متاع ہے۔ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

مسلم حکمران، محکمہ تعلیمات کے کارکنوں، مسلمان معلموں اور مسلم طالب علموں کا دینی فرض ہے کہ وہ حصول و اشاعتِ علم کی کوششوں میں اولین جگہ تعلیمِ قرآن کو دیں اور اس تعلیمی نظام کا ایک ایسا عالمگیر جال بچھا ہو کہ اسلام کا کوئی نام لیوا جس سے باہر نہ ہو سکے۔

گھر کی تعلیم

تعلیم و تربیت کی پہلی منزل گھر ہے، ہر مسلم پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم ضرور دلوائے اور جو ایسے نیک نیت ہیں کہ مروجہ طریقہ پر تعلیم دلواتے ہیں ان کو چاہئے کہ ترجمہ کے ساتھ دلوائیں کہ اسی سے ان کے بچے سچے مسلمان بن سکیں گے اور یہی قرآن کا حقیقی مقصد ہے۔ "بچوں کی تعمیر" کے نام سے مرکزِ تحریک

قرآن حیدرآباد دکن نے جو پارہ عم شائع کیا ہے اس کی یہی خصوصیت ہے کہ پہلے مفرد الفاظ کے الگ الگ معنے لکھے گئے ہیں پھر آیات کا ترجمہ درج ہے! اور سورہ کے ختم پر مختصر سا مفہوم درج ہے۔ اس کو بچے اس طرح پڑھ سکتے ہیں جس طرح گرامر اور قواعد جانے بغیر انگریزی کا قاعدہ اور پہلی دوسری وغیرہ پڑھتے ہیں!

ابتدائی مدارس

صرف ہندوستان ہی کو اگر لے لیا جائے تو اس کے طول و عرض میں ہزاروں مدرسے، بچوں کی ابتدائی دینی تعلیم وغیرہ کے لیے قائم ہیں!۔ ہزاروں ایسی انجمنیں ہیں جن کے تحت اسی قسم کے مدارس جاری ہیں! خدا کرے کہ ان میں اور وسعت ہو لیکن ان مدارس کے منتظمین اور ذمہ دار سرپرستوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ قرآن مجید کی تعلیم معنی اور ترجمے کے ساتھ کو ضروری سمجھیں اور اپنے مدرسہ کے لئے حقیقت میں اس کو بمنزلہ روح کے سمجھیں۔

مدارس شبینہ

ان مدارس کے علاوہ شبینہ مدارس بھی بکثرت ہیں جہاں صرف بچوں بلکہ کاروباری عمر رسیدہ لوگوں کو بھی ضروری تعلیم دی جاتی ہے۔ کیا اس ضروری تعلیم میں مسلمانوں کے نزدیک قرآن کی بامعنے تعلیم کو اولین درجہ حاصل نہیں ہونا چاہیے! اگر ایسا ہے تو فھو المراد! ورنہ ذرا سی توجہ سے یہ گوہر مقصود حاصل ہو سکتا ہے۔

سارے علوم خصوصاً قرآنی حکمت اور علوم کی کوئی حد نہیں۔ فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۔ ہر علم والے پر ایک علم والا ہے۔ لیکن جس حد تک قرآن پاک یہ چاہتا ہے کہ اسے ہر شخص سمجھے اور اس کے نزول کے منشاء کو پورا کرے، قرآن کا ناظرہ اور اردو زبان کی معمولی اہلیت کافی ہے" تحریک قرآن" نے اس کا علمی تجربہ کیا اور بحمد اللہ کامیابی ہو رہی ہے۔

وسطانی اور فوقانی مدارس

ملک کے مختلف قصبوں اور شہروں میں مسلمانوں کے وسطانی اور فوقانی مدارس قائم ہیں جس پر مسلمانوں کا کافی روپیہ اور وقت صرف ہو رہا ہے۔ کہیں کہیں ان میں دینیات کی تعلیم بھی ہوتی ہے لیکن جیسی دینی برکت اور قوت براہِ راست قرآن پاک کی بامعنی تعلیم سے ہوتی ہے دوسری صورت سے ممکن نہیں اور افسوس ہے کہ اسی کا فقدان ہے حالانکہ یہی چیز آئندہ نسل کو ایک اچھا شہری ابنائے جنس کا خیرخواہ اور اسلام کا صحیح نمائندہ بنا سکتی ہے۔ اس لئے والدین کا فرض ہے کہ وہ اربابِ حل و عقد سے اس بات کا مطالبہ کریں کہ ان کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم بامعنی دی جائے اور طلبہ کو بھی چاہیئے کہ وہ اس کمی کو سختی کے ساتھ محسوس کریں اور جن کے ہاتھوں میں یہ تعلیمگاہیں ہیں اور وہ آسانی کے ساتھ اللہ کی کتاب کی تعلیم کا صحیح طور پر انتظام کر سکتے ہیں تو وہ سب سے پہلے اس کمی کو پورا کریں۔

کلیات اور جامعات

مسلمانوں کے کئی کالج ہندوستان میں اشاعتِ علوم کا کام کر رہے ہیں۔ ایک عظیم الشان یونیورسٹی علیگڈھ میں قائم ہے ایک جامعہ دہلی میں ہے لیکن کس قدر افسوس ناک امر ہے کہ پروفیسر گزنکو اس بات کے حساکی ہیں کہ انہوں نے علیگڈھ کے مسلم طلبہ میں اسلامک اسٹڈیز سے کوئی مناسبت نہیں پائی! برعکس اس کے شاید ہندو یونیورسٹی میں گیتا کی تعلیم لازمی ہے اور یہ معلوم کر کے اور بھی صدمہ ہوتا کہ وہاں کے طالبِ علم خاص طور پر اس طرف توجہ کرتے ہیں۔ ہم مسلم جامعات اور کلیات کے منتظمین پروفیسروں اور طالب علموں سے خاص طور پر استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس مقدس و مفید کتاب کی تعلیم کو سب سے زیادہ دلچسپ اور ضروری بنا کر کوشش کریں کہ ساری شکایات دور ہو جائیں۔

جامعہ عثمانیہ کی قابلِ تقلید مثال

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ تحریکِ قرآن کا کچھ نہ کچھ اثر ہوا ہے اور حیدر آباد میں تو بعض اصحاب کی مخلصانہ کوششوں سے مجلسِ نصاب نے چار رکوع عم کو ایف۔ اے اور سورہ بقرہ کو بی۔ اے کے نصاب دینیات میں جامعہ عثمانیہ کے اندر لازماً شامل کر لیا ہے۔ اگرچہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ ممالکِ محروسہ سرکارِ عالی کے ہر بچے کے لئے قرآن مجید کی بامعنی تعلیم لازمی قرار دی جائے اور جامعہ کے اندر قرآنی علوم و فنون کو اصلی چیز قرار دیا جائے تاہم یہ بھی شگونِ نیک ہے اور اب جامعہ ملیہ دہلی اور مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کو اس کی تقلید میں بعجلت ممکنہ قدم اٹھانا چاہیے۔

ہم مسلمانوں سے یہ نہیں کہتے ہیں کہ وہ اس کام کے لئے نئے مدارس اور جدید تعلیمگاہیں قائم کریں۔ نہیں بلکہ قائم شدہ تعلیمگاہوں کے اندر اتنی بات کا اضافہ فرمائیں کہ قرآن مجید کی تعلیم ضرور ہو اور معنی و مطلب کے ساتھ۔

انشاء اللہ کسی آئندہ صحبت میں ہم جامعہ عثمانیہ حیدر آباد، مسلم یونیورسٹی علیگڈھ اور جامعہ ملیہ دہلی کے نظم و نسق اور قرآن مجید کی خاص تعلیم پر مضمون لکھیں گے کیونکہ قرآن مسلمانوں کی اصل چیز ہے اور اس سے ان جامعات کا خالی رہنا کسی طرح مناسب نہیں۔

ہم سراپا موت تھے، اے قرآن! تو نے ہمیں زندہ کر دیا،
ہم مادیت میں گھرے ہوئے تھے، اے قرآن! تو نے ہمیں روحانیت بخشی۔
اور اے قرآن! ہم فانی تھے تو نے ہمیں زندۂ جاوید کر دیا۔

"مصلح"